السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اگر کوئی شخص جبراً بخوف جان یا بخوف زد کوب طلاق دے دے تو وہ طلاق از روئے شرع شریف کے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جو طلاق اکراہاً یعنی جبراً دی جائے وہ شرعاً نامعتبر ہے یعنی نہیں پڑتی سنن ابوداؤد (ص:199چھاپہ دہلی) میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[عن عائشۃ رضی اللہ عنہا أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: (لاَ طَلاَقَ وَلاَ عَتَاقَ فِي إِغْلاَقٍ)"[1]"

یعنی جو طلاق حالت اغلاق میں دی جائے وہ نامعتبر ہے۔

اسی طرح عتاق میں بھی یعنی غلام لونڈیاں آزاد کرنا حالت اغلاق میں نامعتبر ہے اغلاق کی تفسیر میں علماء کی عبارات مختلف ہیں خود ابوداؤد رحمة اللہ علیہ ہیں "اظنہ الغضب" یعنی میں گمان کرتا ہوں کہ اغلاق کے معنی غصہ کے ہیں امام احمد رحمة اللہ علیہ سے بھی یہی معنی منقول ہیں چنانچہ امام زیلعی رحمة اللہ علیہ "نصب الرایۃ فی تخریج احادیث الھدایۃ (2/30) میں فرماتے ہیں:

"قال فی التنقیح وقد فسرہ احمد ایضا بالغضب"

یعنی تنقیح میں کہا ہے کہ امام احمد رحمة اللہ علیہ نے بھی اغلاق کے معنی غصہ کے کیے ہیں اور صاحب قاموس رحمة اللہ علیہ اغلاق کے معنی اکراہ کے لکھتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ "الاغلاق الاکراہ[2] یعنی اغلاق کے معنی اکراہ کے ہیں یہ معنی امام ابن قتیبہ سے بھی منقول ہے چنانچہ امام زیلعی رحمة اللہ علیہ "نصب الرایۃ" میں فرماتے ہیں قال ابن الجوزی قتیبۃ الاغلاق الاکراہ[3] یعنی ابن جوزی رحمة اللہ علیہ نے کہا کہ ابن قتیبہ رحمة اللہ علیہ نے کہا کہ اغلاق کے معنی اکراہ کے ہیں۔

صاحب مجمع البحار بھی اغلاق کے معنی اکراہ کے لکھتے ہیں چنانچہ اس حدیث کے تحت میں ہیں۔

[لاَ طَلاَقَ وَلاَ عَتَاقَ فِي إِغْلاَقٍ) أي: فی اکراہ لان المکرہ مغلق علیہ فی امرہ ومضیق علیہ فی تصرفہ کما یغلق الباب علی احد انتہی [4]

یعنی اغلاق کے معنی اکراہ کے ہیں اس لیے کہ مکرہ پر اس کا معاملہ بند کر دیا جاتا ہے اور اس کے تصرف میں تنگی ڈال دی جاتی ہے جس طرح کسی پر دروازہ بند کر دیا جاتا ہے۔ "نیل الاوطار"(160/6) میں ہے۔

"فسرہ علماء الغریب بالاکراہ روی ذلک فی التلخیص عن ابن قتیبۃ والخطابی وابن رشید وغیرہم"

یعنی علمائے غریب نے اغلاق کی تفسیر اکراہ ہی سے کی ہے چنانچہ تلخیص میں اس کو ابن قتیبہ رحمة اللہ علیہ اور خطابی رحمة اللہ علیہ اور ابن رشید رحمة اللہ علیہ وغیرہم سے روایت کیا ہے۔

امام زیلعی رحمة اللہ علیہ کے استاد فرماتے ہیں کہ اغلاق اکراہ اور غصہ اور جنون اور بہت سی چیزوں کو شامل ہے۔ چنانچہ امام زیلعی رحمة اللہ علیہ "نصب الرایہ" میں فرماتے ہیں۔

[قال الشیخنا والصواب انہ یعم الاکراہ والغضب والجنون وکل امر انغلق علی صاحبہ علمہ وقصدہ ماخوذ من غلق الباب[5]

یعنی ہمارے شیخ نے فرمایا کہ صواب یعنی ٹھیک بات یہ ہے کہ اغلاق اکراہ کو اور غصہ کو اور جنون کو اور ہر ایسے امر کو شامل ہے جس کا علم وقصد اس امر والے پر بند ہو جائے اور یہ لفظ غلق الباب سے جس کے معنی دروازہ بند کر دینے کے ہیں ماخوذ ہے۔

یہی تحقیق حافظ ابن قیم رحمة اللہ علیہ کی بھی ہے کہ اغلاق کا لفظ ان سب مذکورہ بالا معنوں کو شامل ہے میرے نزدیک بھی یہی بات صحیح ہے کہ لفظ اغلاق ایک عام لفظ ہے جو ان سب معانی کو شامل ہے پس جب آدمی کسی کام کے کرنے یا کسی بات کے بولنے پر ایسا مجبور کیا جائے کہ اگر اس کام کو نہ کرے یا اس بات کو نہ بولے تو اس کی جان جانے یا ضرب شدید پڑنے کا خوف ہو تو ایسی حالت اغلاق کی حد میں داخل ہے اگر ایسی حالت میں طلاق دے تو وہ طلاق شرعاً نامعتبر ہے نیل الاوطار (ص161) میں ہے۔

"احتج عطاء بقولہ تعالیٰ: إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وقال الشرک اعظم من الطلاق اخرجہ سعید بن منصور عنہ باسناد صحیح"

یعنی عطا نے اس مسئلہ کو (کہ اکراہ کی حالت کی طلاق نہیں پڑتی ہے) آیت کریمہ:

اِلَّا مَن اُکرِہَ وَقَلبُہُ مُطمَئِنٌّ بِالاِیمٰنِ ١٠٦ ... سورۃ النحل

سے ثابت کیا ہے اور کہا ہے کہ شرک طلاق سے بڑھ کر ہے اور جب اکراہ کی حالت میں کلمہ شرک منہ سے نکالنا شرعاً نامعتبر ہے یعنی اس سے وہ شخص مشرک نہیں ہوجاتا جیسا کہ آیت کریمہ سے ثابت ہے تو اکراہ کی حالت کا کلمہ طلاق منہ سے نکالنا بطریق اولیٰ نامعتبر ہو گا یعنی اس سے بطریق اولیٰ طلاق نہیں پڑے گی عطاء کے اس قول کو سعید بن منصور نے اسناد صحیح سے روایت کیا ہے-

---

[1] سنن ابی داوَد رقم الحدیث (2193)۔

[2] القاموس المحیط (ص 915)۔

[3] نصب الرایۃ (2/30)۔

[4] مجموع بحار الانوار (2/32)۔

[5] نصب الرایۃ (2/30)۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب الطلاق والخلع، صفحہ: 537

محدث فتویٰ